جلد ۹ | بمبئی دوشنبہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹ ہجری مطابق ۸ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء | نمبر ۴۵

مُقَدَّمَۃُ الجیش

خدا برکت دے

اعلیحضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ نے جس خلوص نیت سے حجاز ریلوے کی تعمیر کا ارادہ فرمایا اوسمین خدا تعالیٰ نے ویسی ہی برکت بھی عطا فرمائی۔ ہندوستان میں گو کہ بہت لوگ اسلامی کاموں سے بالکل غافل ہیں جو وہ فراخدلی کیساتھ اس کار خیر میں شریک نہیں ہوئے بہت کم لوگوں نے ثواب اخروی کا خود کو مستحق قرار دیا لیکن اسلامی سلطنت کے علاوہ روس مصر وغیرہ ممالک کے اہل اسلام نے جنکے دل میں قدر مذہبی آزادی کیساتھ جلوہ افگن ہے اس نیک کام میں اپنی حیثیت کے مطابق چندہ دیکر مصداق سو کی لاٹھی ایک کا بوجھ لاکھوں روپیہ جمع کر دیئے چنانچہ حجاز ریلوے کمیشن نے جو تازہ فہرست چندہ شایع کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کروڑ ۴۴ لاکھ ۴۴ ہزار ۹ سو ۵۹ پونڈ چندہ جمع ہو گیا اور بس چندہ میں روز افزون ترقی ہو۔

ابتک باز نہین آتے

سرحدی وحشیون کے دماغ مین خدا جانے کس قسم کی وحشت بھری ہوئی ہے کہ اوسکا علاج ہی نہین ہوتا۔ ہماری بہادر گورنمنٹ نے اونکی اچھی طرح خدمت کی۔ جرمانہ کی گرانبار قیمین اینٹھکر اونہین بالکل مفلس بنا دیا مگر وہ ابتک اپنی شرارت سے باز نہین آتے۔ ذرا دہشت نے زور کیا اور وہ ہمارے بہادرون کی جان کے پیچھے پڑگئے مگر اب ہماری گورنمنٹ نے ایسا انتظام کر دیا ہے کہ انہین اپنے ارادہ مین کسی صورت سے کامیابی حاصل نہین ہو سکتی لیکن مثل مشہور ہے۔ چور چوری سے جائے تو کیا ہیرا پھیری سے بھی جائے۔ کوئی گورہ پیادہ یا اسکی بندوق انکے ہاتھ نہین پڑتی تو سلسلۂ تار کو منقطع کرتے ہین۔ اور دوسرا افسوس ہی کیا سکتا ہے۔ بس کھسیانی بلی کھمبا نوچکر رہ جاتی ہے۔ چنانچہ آج ہی کل کی بات ہے کہ مدرحون کوٹ اور سلیمان خیل کے درمیان کا تار کاٹ دیا۔ کمبختون سے خدا سمجھے۔

اہل اسلام کا جوش

بارھوین شریف کے مقدس روز اہل اسلام کیطرف سے جس قدر جلسے بمبئی مین میلاد شریف کے منعقد کئے گئے۔ اور جس ذوق و شوق حسن انتظام اور سچے جوش سے آراستہ کیا تھا اسکا ذکر تو ہم پہلے کر چکے ہین مگر پریسیڈنسی کے دوسرے مقامات سے جو خبرین آ رہی ہین اونسے ظاہر ہوتا ہے کہ وہان اس سے بھی کہین بڑھکر جوش و خروش ظاہر کیا گیا۔ کراچی مین بھی تمام ہنود کے تاجرون نے کاروبار تجارت بند کر دیا تھا۔ خدا اونکی تجارت مین دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور اونکے خلوص دل کا اجر جزیل عنایت کرے۔ اور صرف یہی نہین کہ اپنا کام بند کر دیا ہو اور اہل بمبئی کی مانند واہیات خرافات مین مصروف ہو گئے بلکہ صد ہا مسلم و ہنود مین مولانا مولوی طہور حسین صاحب سجادہ نشین بٹالہ کے وعظ مین شامل ہو کر وہ روح اپنی ہوش وحواس برقرار رکھنے کیلئے استدعا کرگی جوش و خروش کہ ہے تو وہ فی الحقیقت اسلام کی بحرمین جوش و جذب کی ہو گی۔

اسکا یہی علاج تھا

پاپ ہے بُری بات کا انجام بھی بُرا ہی ہوتا ہے۔ اسی واسطے تو یہ رونا ہے کہ انسان سب سے پہلے اپنے اخلاق درست کرے۔ کیونکہ جب تک اخلاق درست نہوں گے انسان آدمی نہ بنیگا۔ اونہیں معنوں میں کسی نے مغز سے اوتار کر کہا ہے کہ آدمی کیلئے دشوار ہے انسان ہونا۔ چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ والغفران جنھے سو برس دو مہینہ ہوئے پہلے ہی فرما گئے ہیں۔ بد خلق آدمی بہتر است از دواب۔ دواب از تو ہرگز نگوی صواب۔ چناب فرمائیے جب انسان اپنی زبان کو اپنے قابو میں نہ رکھے تو سوائے جانور کے اور کیا سمجھا جائے۔ صرف جانور ہی نہیں بلکہ اوسکا درجہ تو جانوروں سے بھی کہیں بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ کتنی بڑی بات ہے کہ جانور اپنی بد زبانی کے سبب کسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوتا نہ ہو سکتا ہے اور حضرت انسان اپنی بد زبانی کے ارنگ میں جھینکر ہزاروں قسم کی مصیبت اپنی جان پر اوٹھاتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں کا ذکر ہے کہ ضلع آگرہ ضلع جیتہ میں ایک صاحب منشی جیت رام صاحب نامی سب انسپکٹر کو بھی یہ بیماری تھی بے لگام کاف کے حضرت کسی سے بات بھی نہ کر سکتے تھے۔ ذرا کسی سب انسپکٹر ہی کی کھال گئی کہ مزاج کا تپرا میٹر ہزار درجہ تک بلند ہو گیا۔ انسپکٹر صاحب نے سیکڑوں ترپوں کی آبرو پر یہی سخت زبانی کی چھری پھیری ہوگی آخر کب تک۔ اونکا یہی علاج ہو گیا حضرت نے کسی مجرم کو اپنی تیغ زبانی کے جوہر دکھائے پھر آپ جانتے ہیں کیسا شبہ پہلے اور کیسا ہاتھ چلے۔ مجرم نے بھی سوچا کہ آخر اب بچ کر تو کہاں جاؤں ہوں اسکا یہی علاج کر دوں جلد ہی ایک ماہ دو ماہ کی سزا ہو جائیگی یہ سوچ سمجھکر سب انسپکٹر صاحب کا علاج کر دیا۔ شاباش ہزار ہو اوس کی ہمت مگر ان حضرت کا علاج ہمیشہ کیلئے درست ہو گیا ہوگا۔

آخر بھاگ گئے

بات تیری دم میں جہالت کا فندا پہلے ہی ہو کہاں جانتے تو کاہیکو یہ مصیبت اوٹھانی پڑتی۔ آخر وہی ہوا جو اینجانب قدس سرہ نے پیشینگوئی فرمائی تھی۔ اور ہوتا کیوں نہیں اینجانب کا ارشاد پتھر کی لکیر تھا۔ اگر پہلے ہی سے نصیحت پر عمل کیا ہوتا تو اس مصیبت کا سامنا نہ ہوتا سو کوئی قدر دان نہیں ہے۔ اینجانب کبھی کبھی لاجواب باتیں مغز سے اوتار اوتار کر کہتے ہیں مگر کوئی نہیں۔ ہاں جب سر پر آن پڑتی ہے تو آنکھیں کھل جاتی ہیں لیکن اوسوقت کیا حاصل بقول شخصیکہ اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ جب میدان جنگ سے توپ گولہ چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ جب قدر عافیت معلوم ہوئی۔ ہمیں ہمارے ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ ہمارے بہادر سپاہی میدان جنگ میں اپنا کچھ سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ توبہ توبہ۔ یہ بیچارے بھاگنا سیکھے ہی نہیں۔ ہاں کبھی اتفاقیہ تھوڑے سے دلیر البتہ آجاتے ہیں وہ بھی نہایت تمانت کے ساتھ اور پھر یہ توپ سپاہیوں کے ہتھ کنڈے ہرگز میدان جنگ میں سے جان بچا کر خطرناک کام بھاگ آنا بھی تو ایک بہادری ہے وہ بھی ابھی تک انسی نہیں وہ تو عین آئی۔ یہ تو اونہی وحشیوں کا ذکر تھا جنھوں نے اپنی جہالت کے سبب آسمان سر پر اوٹھا رکھا تھا۔ پھر آپ جانتے ہیں کہ جو بہت دوڑ کر چلتا ہے وہ کبھی نہ کبھی گر ہی پڑتا ہے۔ ٹھیک وحشیوں کا بھی یہی حال ہوا۔ لارڈ کچنر رپورٹ کرتے ہیں کہ ۲۰ ماہ گذشتہ کی شب کو ڈیلا گٹا لائن پر وحشیوں نے دو دھار توپ پر حملہ کیا تھا اوسیوقت ایک مسلح فوج کی ٹرین وہاں ہو نکلی اور وحشیوں کے چھکے چھڑا دئے آخر کار ان وحشیوں کو اپنی جان بچا کر تیر کمان چھوڑ کر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا پڑا علاوہ اسکے چند گھوڑے بھی ہاتھ آئے۔

پھر چندہ ندارد

چندہ حجاز ریلوے کی مدکو لیکر تو ہمنے کہہ دی مگر یہ معلوم ہی تھا کہ ہندوستانیوں کے دلوں میں اسلامی جوش اب نام کو بھی باقی نہیں رہا۔ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ اگر شوق سے چندہ نہ دینگے۔ تو ہمارے پُر زور مضامین تو ان ہیں اسی پر آمادہ کرینگے کہ کچھ نہیں تو شرما شرمی ہی تھوڑا بہت اس چندہ کی بھی ہمت بڑھا دینگے۔ مگر توبہ اونہیں دنیا داری ہی سے اتنی فرصت ہی کہاں کہ قیامت کے روز حاصل ہونے والے سودا کیلئے ابھی سے روپیہ دیں۔ جنت کی موعودہ حوروں کے وصال کی بہ روپیہ ہاتھ میں آئی ہوئی حسینان مہ جبیں کے وصل سے محروم رہیں۔ اسلئے تو بس خدا ہی سمجھے ہم سچ کہتے ہیں اگر اسلئے کوئی چندہ کھولا جاتا کہ نیچرل تہذیب کی ترقی کے لئے ایک قومی تھیٹر بنایا جائیگا۔ تو قوم کے نام پر جان و مال قربان کرنے والے اپنے خزانہ کا منہ بڑی فراخدلی سے کھول دیتے۔ چنانچہ ابھی ایک نواب صاحب کا ذکر تو ہم کسی پچھلے پرچہ میں لکھ ہی چکے ہیں کہ بمبئی کی ایک تھیٹریکل کمپنی کو جوش میں آکر دو ہزار روپیہ دے دیا۔ اور اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ تمام لونڈوں کو زر بفت کے کپڑے بنوا دئے۔ واہ رے دریا دلی کیوں جی ایسے کام میں روپئے نہ دئے جائینگے۔ تو کیا ملاؤں کی باتوں میں آکر کسی نیک کام میں ضائع کئے جائینگے۔ خدا جانے ان کے دلوں کو اسلامی نور سے کیا بیر ہے کہ ایک جا جمع ہو ناگوار اجتماع نقیضین کا جواز ثابت کرنا ہو ہم ہفتوں سے چندہ حجاز ریلوے کی وجاہت پر لکھ رہے ہیں ناظرین بخوبی واقف ہیں کہ پہلے ہفتے تو خیر چندہ نام کیلئے آ گئے مگر اب کئی ہفتہ صفاچٹ میدان ہے۔ ہندوستان اسقدر مسلمانوں کی آبادی ...

پھر وہی چھیڑ چھاڑ

چینی رعایا تو ایسی ہاتھ دھو کر عیسائی پادریوں اور نو عیسائیوں کے پیچھے پڑ گئی ہے کہ ان بیچاروں کا چین میں رہنا مشکل ہو گیا ہے۔ عیسائی مشنریز کو اگر دنیا بھر میں کہیں کچھ کامیابی ہوئی تھی تو وہ چین میں۔ یہاں کے بے دین اور جاہل لوگ عیسائی پادریوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر عیسائی ہو گئے۔ اور رفتہ رفتہ وہاں عیسائیوں کا رنگ جمنے لگا۔ بدھ مذہب کے سچے پیروؤں نے جب یہ دیکھا کہ یہ وبا تو بہت بری طرح پھیلی جا رہی ہے اور اگر بہت جلد اسکا انسداد نہ کیا جاویگا تو پھر پیچھے لینے کے دینے پڑ جائیں گے اسلئے مذہب بدھ کے مقتداؤں نے پرجوش اور موثر وعظوں سے لوگوں میں جوش پھیلانا شروع کیا۔ اور انہیں یہاں تک برانگیختہ کر دیا کہ وہ اپنی جانیں دینے کو تیار ہو گئے۔ تلواریں تیز کی گئیں اور جہاں کہیں کوئی اکا دکا عیسائی نظر آ گیا اور اسے تلوار کی گھاٹ اتار دیا اس سے عیسائیوں میں سخت شورش مچ گئی۔ اور جان کے خوف سے کوئی اپنے مکان سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ آخر جب بہت تنگ آ گئے تو عیسائی طاقتوں کو اپنی حالت زار سے مطلع کر کے اسپر آمادہ کیا کہ چین میں آ کر اپنے ہم مذہبوں کو دشمنان عیسائیت کے مظالم سے رہائی دیں۔ وہ دل پر پتھر تو مدت سے چین پر دانت لگائے ہوئے تھیں اور ہر موقعہ کی تاک رہی تھیں۔ یہ وقت غنیمت جانکر سنبھال ہم نہ تھا دوم تو اب سبھوں نے چین پر دھاوا کر دیا۔ معمہ چینی تو گرگ مسکین کی طرح اپنے گھروں میں پوشیدہ ہو گئے اور بیچارہ نرم دل بیچاری گورنمنٹ چین پر پڑا۔ اب جو اس معاملہ کا فیصلہ ہوا اور وعل یورپ کی فوجیں رفتہ رفتہ وہاں سے چلی گئیں تو چینیوں نے پھر وہی ادھم مچانا شروع کر دی۔ سنا جاتا ہے کہ شنگفو سیانجو مقشانسی کو عیسائیوں پر حملہ کر کے...

آفرین باد برین ہمت مردانہ تو

آزادی بھی ایک عجیب نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس مکر و فریب سے بھری ہوئی دنیا میں اگر کوئی شخص راستبازی اور ایمانداری سے کام لے سکتا ہے تو وہی جس کے دل میں خدا نے آزادی کا مادہ ودیعت رکھا ہو۔ مکر و فریب دغابازی وغیرہ جتنی برائیاں انسان میں پیدا ہو جاتی ہیں وہ اس وجہ سے کہ اہل دنیا کے لوگوں کیساتھ اس قسم کا تعلق ہوتے ہیں کہ بغیر ان بری عادتوں کو اختیار کئے لے اپنے کاموں میں مقصد وری حاصل نہیں ہو سکتی کوئی تو نفس پروری کی غرض سے ان جرائم کا مرتکب ہوتا ہے اور کوئی اپنے اعلی افسر کو خوش کرنے کیلئے بنتا ہے ان مذموم امور کو دین و دنیا کے خسارت کا موجب بنتا ہے۔ مگر یہ سب باتیں اسیر کرتی ہیں کہ وہ آزادی جیسی اعلی نعمت سے محروم ہے۔ محکومیت کا اسبا گر اسبد طوق اسکے گلے میں پڑا ہوا ہے کہ وہ دنیا کی ادنی اور نہر کی کھائی اب ان باتوں سے اگر کوئی بچ سکتا ہے تو صرف وہی جسے دنیاوی ضروریات کی موجودگی نے بالکل بیفکر کر دیا ہو۔ اور ہر قسم کی طمع کا اسکو پاس گذر نہیں ہوتا ہو لیکن ایسے آدمی بہت کم ہیں اور پھر خصوصاً دوسروں کی بہبودی کے لئے اپنا نقصان گوارا کر لینا ہر کسی کا کام نہیں ہے گورنمنٹ کی خیر خواہی کا دم مارنے والے بہت لوگ دیکھے گئے۔ اور ان کی ظاہری کارروائی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان و مال گورنمنٹ کی نذر کر دینے کو فخر سمجھتے ہیں مگر انکی نیت کیطرف غور سے دیکھئے تو صاف خود غرضی کی جھلک نظر آتی ہے۔ انکا باطن مراد یہی ہوتا ہے کہ نیکنامی حاصل ہو خطابات ملیں مگر آنریبل لارڈ چارلس بیرسفورڈ نے محض بے غرضی کی مثال قائم کر دی ہے۔ وہ خاص اس غرض سے کہ افواج منیٹیرین کی کمان سے مستعفی ہو گئے ہیں کہ گورنمنٹ کی بری و بحری پالیسی پر نکتہ چینی کر کے کر نکتہ چینی صرف میں گورنمنٹ کی ملازمت اور نہیں کام نہیں ...

چاہ کن را چاہ در پیش

خونریزی کا بازار گرم کرنے کے لئے مہذب سی مہذب گورنمنٹ ایسی مستعدی ظاہر کر رہی ہیں اگر گویا خدا کیسامنے انہیں جانا ہی نہیں ہے انسانی ہمدردی کا تو بہت کچھ دعوی کیا جاتا ہے اور آپس میں جنگ و جدل کرنیوالے جنگ وحشی بتلائے جاتے ہیں مگر خود ایسی ایسی بیرحمانہ خونریزی کے مرتکب ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ ذرا سی سلطنت پر قبضہ کرنے اور بہادروں کی فہرست میں اپنا نام لکھوانے کی غرض سے ہزاروں بندگان خدا کا خون بہانا کوئی بات ہی نہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جیسی جیسی دنیا میں تہذیب پھیلتی جاتی ہے ویسی ویسی ظالمانہ اور جابرانہ حرکتوں کی نئی نئی تدبیریں لوگوں کے ذہن میں اترتی جاتی ہیں اور ایجاد کیا جاتا ہے۔ انسان کو ہلاک کرنیکے نئے نئے آلات ایجاد ہوتے جاتے ہیں اور وہ شخص قابل اعزاز سمجھا جاتا ہے جو ایسی توپ ایجاد کرے جس سے ایک ہی فیر میں خدا تعالی کے ہزاروں بندے دریائے اجل میں غوطے کھانے لگیں۔ اگرچہ ہیگ کانفرنس اسغرض سے منعقد ہوئی تھی کہ لڑائی میں یہ مہلک آلات حرب استعمال موقوف کر دیا جائے مگر انکی اس غرض میں بھی صدق نیتی کی بہت کم جھلک نظر آتی ہے اگر دمدم گولی کی مخالفت ہوئی تو اسکی بجائی دوسرا دکھم گولے بہت تیار ہو سکتے ہیں۔ لندن میں ایک توپ تیار ہوئی ہے جس میں ۱۲ پونڈ وزن کا گولا آتا ہے۔ مگر مثل ہے جو دوسروں کے لئے کنواں کھودتا ہو خود ہی اسمیں گرتا ہے۔ اس توپ کا امتحان ہو رہا تھا کہ خونریزی میں اسکا اول نمبر آ سکتا ہے یا نہیں۔ مگر خدا کی قدرت کہ توپ کا پچھلا حصہ پھٹ گیا۔

افسوس کہ اس توپ نے خونریزی کا نمونہ پہلے ہی امتحان میں دکھا دیا جس سے امتحان کرنیوالے کپتان بروک اور دوسرے ایک صاحب نذر امتحان ہو گئے۔

واہ رے عالی ہمتی

اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری انصاف پسند گورنمنٹ کی بہت سی چند بد باطنوں اور دنیا کے کتوں نے بدنامی کا دھبہ لگا دیا ہے۔ ورنہ اس گورنمنٹ کے عہد معدلت میں رعایا کو جو آرام اور بےفکری ہے وہ کہیں نصیب نہیں۔ شاید ہی ایسا کوئی ہفتہ گذرتا ہوگا جس میں گوری افسروں کے مظالم کی شکایت سے اخبارات کے کالم سیاہ نہ ہوتے ہوں۔ اور بیچاری بیوقوف ہماری معصوم گورنمنٹ بھی آنسو پونچھ لیجاتی ہے مگر یہ لوگوں کی سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے اور زیادہ غور سے دیکھا جائے تو اسمیں رعایا کا بھی کوئی قصور نہیں ہے اسلئے کہ گورنمنٹ نے حکام ماتحت کو ایسے ضرورت سے زیادہ اختیارات دے رکھے ہیں کہ وہ بجائے خود حاکم اعلیٰ بنجاتے ہیں اور انکے سیاہ و سفید کا پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا ایکطرف برٹش گورنمنٹ انصاف پسندی اور رعایا پروری کو دیکھو اور دوسری طرف حکام ملازموں کے مظالم و تشدد میں سخت افسوس ہوتا ہے کہ جو گورنمنٹ اپنی ساری کوشش اسی بات میں مبذول رکھے کہ رعایا ہمیشہ آرام اور بےفکری سے بسر کرے۔ اور اسے کسی قسم کی شکایت باقی نہ رہے اور اس انتظام کیلئے ہزاروں روپئے صرف کرے اور چند انصاف کا خون کرنے والے افسر اور رعایا کے مال سے اپنی ذمہ پر نبھانے لازم ہیں اس امر کا ذرہ بھی خیال نہ کریں کہ ہماری تھوڑی سی نفع میں گورنمنٹ کی سالہا سال کی محنت سے حاصل کی ہوئی شہرت اور ناموری کو کسقدر صدمہ پہونچتا ہے لیکن جو لوگ دوراندیش ہیں اور جنہیں دنیا کے پہلو سے اچھی طرح واقفیت ہے وہ ہرگز گورنمنٹ کے دامن انصاف پر بدنامی کا بدنما داغ نہ لگائیں گے یہی لوگوں کو ایسی ایسی بیجا حرکتوں سے صدمہ پہونچا دراد نکی یہی حالت گورنمنٹ یا کسی اعلیٰ افسر کے روبرو منکشف ہو گئی۔ تو وہ اپنا نمک حلال کرنیکے لئے لیے پیسے انعامات مل گئے۔ اور وہ اب

مالامال ہو گیا

کرو عمر بھر گورنمنٹ کی ملازمت سے سبکدوش نہ ہوسکیگا یوں تو اسکی بہت سی نظیریں مل سکتی ہیں مگر ایک تازہ واقعہ ہے کہ نرسنگھ نامی ایک کانسٹبل رخصت پر وطن گیا ہوا تھا۔ وہاں کوئی سرکاری کام نکلا۔ تو نرسنگھ بھی بیگار میں پکڑا گیا لیکن چونکہ اسکے رخصت کے ایام تھے اور سرکاری ملازمت میں حصہ لینا اسکا فرض نہیں تھا اسلئے اوسنے انکار کر دیا۔ پولیس افسر ایک انگریز بہادر تھے بھلا ایک دیسی ماتحت کو اپنے حکم کی تعمیل سے انکار کرتے دیکھکر وہ کسطرح جامے سے باہر نہ ہو جاتے۔ پہلے تو بیچارے غریب کو خوب مارا پیٹا۔ اور جب اس سے دل کی بھڑاس نہ نکلی تو اسے قید کرانے کی فکر ہوئی۔ مگر بھلا برٹش سلطنت میں ایسا اندھیر کب ہو سکتا ہے۔ انگریز بہادر نے تو بہت ہی چاہا کہ اس کالا آدمی کو گستاخی کی اچھی طرح سزا ملجائے مگر جب اعلیٰ حکام تک یہ بات پہونچی تو وہاں انکی حیلہ کیا کام نکل سکتی ہے۔ بلا انصاف اپنا سا منہ لیکر رہگئی۔ اور مسٹر [illegible] نے جنکے اجلاس میں یہ مقدمہ پیش ہوا تھا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا اور پولیس کے ہتھکنڈوں کی خوب خوب دھجیاں اوڑائیں ہمارے نئے حضرات نے یہ تو اپنی اپنی حیثیت کیمطابق اس تعریف کی جلد وہی گر الفریبی کے لارڈ سٹینلی نے انصاف کی جو قدر کی ہے وہ قابل تحسین ہے ایسی معدلت پرور گورنمنٹ کے ہوتے کسی مظلوم کے صدمہ کا منصف آدمی ہرگز متحمل نہیں ہو سکتا اور جبکہ اسکو اپنی مظلومیت کی داد ملجاتی ہے تو منصف ذات کی مراد برآتی ہے چنانچہ لارڈ مرسوف نے بالجبر پنچ ہزار سو کی معرفت ۔۔ روپئے ہرسال قرار پائے تاکہ کانسٹبل نرسنگھ کو دیئے جائیں اور اس مظلوم کو ایک انگریز کی ماتحتی سے جو صدمہ اوٹھانا پڑچکا ہے اسکا کافی معاوضہ ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اسمیں گورنمنٹ کا کوئی قصور نہ تھا۔

یہ بھی تو تعجب ہے

کمبخت ڈچوں کو خدا غارت کرے انہوں نے ہمارے بہادروں کو بیسبب ستا رکھا ہے۔ نامعقول جانتے نہیں کہ ہمارے نازک بدن سپاہیوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ایسی ایسی ادنیٰ گستاخی کیجاتی ہے کہ اگر انہیں ذرا بھی آذیت پہونچ گئی ہوتی تو ہمارے بہادروں کی توپوں کا دھواں جانے مگر وہ عجب بیحیا ہڈی کے ہیں کہ انکے دلپر ذرا بھی انگریز سپاہیوں کی دہشت و رعب کا سکہ نہیں بیٹھتا۔ اور لڑتا اور انہیں انگریزوں کی نازک نازک کلائیوں اور گوری گوری پنڈلیوں پر بھی رحم نہیں آتا جب دیکھئے جب ایک نامعقول حرکت کر بیٹھتے ہیں۔ اگر عمر بھر میں ہمارے مہذب اور باقاعدہ سپاہیوں کو کہیں وحشیوں سے پالا پڑا ہے تو وہ یا بےتہذیب سرحدی ہونگے یا یہ ٹرانسوال فوج ہیں کمبخت موقعہ دیکھتے ہیں نہ محل اور حملہ کر بیٹھتے ہیں۔ ہمارے بہادران وحشیوں کے ساتھ وحشی بننے سے تو رہے اور تہذیب سے کام نہیں چلتا غرض کہ عجب آفت میں جان پھنسی ہوئی ہے اور سب سے بڑی حیرت کی بات تو یہ ہے کہ خدا جانے وہ کیا جادو کر دیتے ہیں کہ ہماری گوری چمڑی والوں کو بیتہذیبی سے مقتول و مجروح کرتے ہیں اسکا تو چنداں افسوس نہیں کیونکہ سوگرتے ہیں شہسوار ہی میدان جنگ میں وہ طفل کیا گریگا جو گھٹنوں کیبل چلے بوڑھا مرنا تو بہادروں کا کام ہی ہے۔ جو اپنے بادشاہ کی حمیت میں عدم آباد کو سدھارتے ہیں اور زخم صبر کر کے بیٹھ جاتے ہیں لیکن اسکا کیا علاج کہ چلتے چلاتے کچھ لوگ تو وہ ایسا غائب کر جاتے ہیں کہ ڈکار تک نہیں لیتے۔ پتہ نہیں چلتا کہ وہ انکی قید میں ہیں یا زمین کھاگئی آسمان نگل گیا سپاہیوں کے نقصانات کی فہرست سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ۱۵ افسر ۲۵۰ سپاہی مقتول تعداد ۲۰ افسر ۴۰۴ سپاہی مجروح اور ۱۶ افسر ۹۰ سپاہیوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔ اب حیرت ہو کہ یہ کہاں؟

مگر گورنمنٹ بیچارا انصاف قیمہ کیسے [illegible] تو نہیں کر گئے۔ اور ہماری عالم صلاح گورنمنٹ کو ان کی قدر [illegible] ساتھ ہے [illegible] آرام سے رکھتے ہیں۔

یہ بھی کیا یاد کرینگے

نامعقول فوج تو اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم اوس گورنمنٹ سے تو مقابلہ کر رہے ہیں جسے کسی زمانہ میں ہم سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا تھا اور آخر میں اپنی حالت پر چھوڑ کر ولایت کا رستہ لیا تھا مگر یہ جانتے ہی نہیں کہ اوس وقت ہماری رحمدل گورنمنٹ کو انکی حالت پر رحم آ گیا تھا اور اس خیال سے کہ کسی کی قدرتی آزادی کو اس زبردستی چھین لینا تقاضائے انسانیت کے خلاف ہے اپنی فوج کو واپس بلوا لیا اور فوج یہ سمجھ گئے کہ ہمارے زبردست حملوں سے تنگ ہو کر بھاگ گئے مگر اب انہیں اپنی غلط فہمی کا نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ ہماری گورنمنٹ کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ جب تک فوج اس قابل نہیں ہیں کہ بجز آزادی کا مزہ اوٹھانے کے بے لگام چھوڑ دئے جائیں انسے آزادی کی قدر نہیں ہو سکتی اور فوج کا اس طرف ایسا ریلا چلا کر دیا کہ وہ بھی کچھ دنوں یاد کرینگے کہ ہمیں کس سے پالا پڑا تھا۔ وہ تو یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم نے اسقدر فوج کو [illegible] کی زمین کا پیوند کر دیا کہ انگلینڈ میں ایک بھی ہتھیار اوٹھانیوالا باقی نہ رہا ہوگا۔ مگر یہ معلوم ہی نہیں کہ انگلینڈ کا ہر بچہ مرد میدان ہے [illegible] اور دو ہزار گھوڑے میدان جنگ میں حاضر ہو جائینگے۔

شرح چہل کاف

جناب مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری نے دعائے چہل کاف یعنی کفاک ربک [illegible] کی بہت بسط و تفصیل کیساتھ شرح فرمائی ہے۔ اس دعا کی ترجمہ کیساتھ ترتیب اور ان تحقیق لغات ترکیب نحوی طریق زکوٰۃ و ترتیب [illegible] خوبی کیساتھ بیان کیا ہے اور [illegible] قیمت صرف [illegible] رکھی ہے چھپائی لکھائی اعلیٰ درجہ کی ہے [illegible] محمد احمد علی صاحب مالک اخبار نیر اعظم مراد آباد سے وصول ہو سکتی ہے۔

خدا کرے جھوٹ ہو

برہمنوں کو بھی ہمیشہ پیشین گوئی کا خبط لگا رہتا ہے جب دیکھئے جب ایک ایک بے پر کی اوڑا کر خواہ مخواہ بیچارے لوگوں میں ہلچل مچا دیتے ہیں۔ ان کمبختوں کا کیا جاتا ہے جو دل میں آتا ہے اوٹ پٹانگ بک دیتے ہیں۔ بیر لگا تو تیر نہیں تو تکا۔ لیکن انکی پیشینگوئی کا اتنا اثر ضرور پڑتا ہے کہ جسکی نسبت یہ ایسا نادری حکم لگاتے ہیں وہ تمام عیش و آرام بھول جاتا ہے اور اسکی جان وبال میں پھنس جاتی ہے کلکتہ کا اخبار [illegible] لکھتا ہے کہ جوتشی [illegible] سوامی نے یہ خوفناک گپ اوڑائی ہے کہ جون سنہ ۱۹۰۱ع کی ۱۵ و ۲۸ تاریخ کے درمیان [illegible] میں مبتلا ہونگے۔ اور لطف تو یہ کہ اتنی [illegible] کہ اسکا سبب بھی بتلا دیا ہے کہ کالے سانڈ [illegible] کے نام پر چھوڑے جائیں۔ اور دوسری [illegible] ہیں کہ جون نومبر کے درمیان انگلینڈ پر دو بادشاہ چڑھائی کرینگے۔ ہم [illegible] اگست کو ہندوستان اور سیلون میں سخت بھونچال ہوگا غرضکہ ایسی ہی ایسی بے پر کی اوڑائی ہیں۔ یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ ان پیشینگوئیوں میں صداقت نام کو نہیں ہے لیکن [illegible] شاہ ایڈورڈ کے دشمن [illegible] پیشینگوئی کی خبر [illegible] اور خدا کرے یہ خبر غلط ہو۔

مثنوی جانستان

مرد اور عورت کے حسن و عشق کے رنگا رنگ حالات [illegible] تحریر ہوئے ہیں گو جناب مشتاق علی صاحب [illegible] نے [illegible] مگر اس [illegible] کا عشق [illegible] پہنچ جانا اور ایک کی بیوفائی اور دوسرے کی [illegible] نہایت عمدگی کیساتھ مثنوی کے پیرایہ میں تحریر فرمائی ہے [illegible] مصنف کی قابلیت کی کافی دلیل ہے۔ [illegible] قیمت صرف [illegible] (دفتر اخبار نیر اعظم مراد آباد سے طلب کیجئے)

آزادی کی جیت

آجکل ہمارے اخبار [illegible] کے لئے ہر دوں آگے ہیں کہ ذرہ آزادی [illegible] ہو گئے۔ [illegible] کی کمائی ایک ہی دفعہ کی مقدمہ بازی میں نکل [illegible] ہے اور [illegible] قسمت نے [illegible] جیل کی کال کوٹھری میں اسلئے بند کئے جاتے ہیں کہ تنہائی میں اعلیٰ مضامین دماغ میں اوترینگے۔ اس حال [illegible] سزا یافتہ [illegible] کے اڈیٹروں میں [illegible] ایڈیٹروں کی فہرست لکھی جائے تو سارا کالم سیاہ ہو جائیگا اور ہمیں [illegible] آزادی [illegible] کا پورا پورا نمونہ ملیگا۔ [illegible] کی معتبر خبر [illegible] تو یہ [illegible] کہ [illegible] واقعی [illegible] کا اظہار [illegible] تصور کیا جاتا ہے۔ ہمیشہ [illegible] فرض اشاعت اخبار [illegible] گورنمنٹ [illegible] کی اصلاح کرنا اور عوام [illegible] اور [illegible] آزادی نہیں ہے تو اخبار [illegible] آجکل اخبار بنگالی [illegible] آزادی [illegible] ہماری [illegible] جگہ [illegible]۔

نظم دل افروز بہ خستہ سخن

سید محمد صاحب [illegible] کی نظم [illegible] طبیعت کا نتیجہ ہے۔ یہ دیوان اگرچہ مصنف صاحب کی پہلی ہی تصنیف ہے لیکن زبان کی صفائی۔ اشعار کی بندش اور مضامین کی پاکیزگی مصنف کی قابلیت کا پتہ دیتی ہے اور [illegible] بہت کچھ امید [illegible] اس دیوان میں اگر قابل اعتراض کوئی چیز ہے تو یہی کہ مصنف [illegible] جھپائی اعلیٰ درجہ کی [illegible] قیمت [illegible]

معرکہ آرائی

بیساختگی

یون تو ایسی بہت سی باتین ہین جو گلرخان سیمین تن کی پیاری پیاری زبانون سے نکلکے سننے والون کو تڑپا دیتی ہین مگر بیساختگی کچھ ایسی غضب کی چیز ہے جسکا اثر سب پر بالا رہتا ہے۔ بیساختگی کچھ اسکی محتاج نہین ہے کہ جب شان عالم ہی سے سرزد ہو کے موثر ہو۔ بلکہ جس چیز مین اسکا ظہور ہوا کبھی اثر سے خالی نہ پایا اور سب باتون کو جانے دیجئے۔ اب صرف تھوڑی دیر کے واسطے ہمارے ساتھ گلگشت چمن مین مصروف ہو جیئے۔ دیکھئے وہ سربستہ کلیان جو عالم وجود مین آنیسے اسوقت تک سکوت اور خاموشی کا شیوہ لباس حجاب رکھتے ہوئے تھین نسیم سحر کی اس ازخود رفتگی پر کہ وہ ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتی ہوئی چلتی ہو کچھ اسی بیساختگی سے کھلکھلا کر ہنس پڑی ہین۔ کرامتو اور وہ نوجوانان چمن بھی نہایت شوق کے ساتھ انکی جانب متوجہ ہو گئے جو اب تک پہلے اور رعنائی گلشن کے نظارہ مین ہمہ تن مصروف تھے۔ وہ نونہالان چمن جنکی آفرینش مین قدرت کیجانب سے ایک قسم کی سادگی سے کام لیا گیا ہے اور جنکا محدود مبارک سرو ایک پاؤن سے کھڑا ہوا کنکی لگائے ہوئے ہے۔ بیچارون میں یہ بس بھی کہ صرف صبا دم کے سامنے گذر جانیسے کچھ اسطرح از خود رفتہ ہو کے بیساختگی کی اداسی جھومنے لگے ہین۔ اور تو اور وہ بیلین بھی جو اب تک پہلے سبزۂ بیگانہ بپا بستر جاتے ہوئے تھین بیقرار ہو کے اس دلکش نظارہ کے لئے درختون پر چڑھنے لگی ہین اور وہ لالہائے گلستر جنکو سبزۂ بیگانہ اپنی گود مین لئے ہوئے یا شعر اپنی کو داغ دیدیا ہے کچھ ایسی سادگی بیساختگی اور بھولے پن کی ادا سے سر اوٹھائے ہوئے ہین اور چنچل دون کی کون کہے۔ وہ جو نرسے بھی آگے اور نخین کے گرد پروانہ وار پھر رہے ہین جو صرف بلبلان شیدا کی رقابت کیلئے گلاب کی نازک نازک پنکھڑیون ہی کے بوسے لیا کرتے تھے۔

ہائے بیساختگی تو کیا چیز ہے تو مردہ دلون مین جان تازہ ڈالتی ہے تڑپتی ہوئی طبیعتون مین چونپ پیدا کرتی ہے۔ تو پامال شدہ ارمانون مین روح پھونکتی ہے تو امنگون مین ولولے پیدا کرتی ہے۔ تو ولولون مین جوش بڑھاتی ہے۔ اور تو جوش مین بیخودی ظاہر کرتی ہے۔

دنیا اگر سادگی آمیز ہوتی تو لوگ کاہیکو دنیادار کہلاتے۔ مانی و بہزاد کے بنائے ہوئے مرقعے اگر بیساختگی کا لباس زیب بر کئے ہوتے تو آجتک اونکا نام کیون رہتا۔ عنانان مین وہ ستکا ان فرہنگ اگر اپنی اپنی مشوقون مین بیساختگی کا کچھ ذکر کرتے تو کیون مشہور عالم ہوتے۔ لیلا کی ادائین بیساختہ نہ ہوتین تو قیس عامری کیون مجنون ہوتا۔ شیرین کی آواز مین تصنع ہوتا تو فرہاد کیون تلخکامی اوٹھاتا۔ اور رہائے ہین اگر کسی کی ادا مین بیساختہ رشتہ خلل نہ کر دیتی تو کاہیکو یہ مضمون لکھتو بیساختگی واقعی عجب پُر اثر چیز ہے۔ طبیعت کیسی ہی افسردہ ہو۔ دل کیسا ہی پژمردہ ہو۔ اور انسان کتنا ہی محزون و مغموم ہو۔ مگر بیساختگی کچھ دیر کے لئے اسے اپنی جانب ضرور متوجہ کر لیگی۔

ہم تو اسی بحث مین صفحے کے صفحے سیاہ کر دیتے اور کارگاہ عالم کی کوئی ایسی چیز نہ ہوتی جو بیساختگی کے لباس مین ہو۔ اور ہما مضمون اوسکی ذکر سے خالی ہے۔ مگر کیا کرین۔ زمانہ اسقدر فرصت نہین دیتا۔ اخبار مین اتنی گنجایش نہین معلوم ہوتی اور ناظرین اسقدر طویل مضمون کو پڑھنے پسند نہین کرسکتے۔ ان سب باتون کے خیال سے مجبوراً مختصر طور پر اسکا ذکر کیا جاتا ہے۔ بیساختگی ہی وہ چیز ہے جو بیچین عاشق کو متوالا کر دیتی ہے۔ اور بیساختہ پن ہی عاشقان سودائی دیدار کو جب وہ محو نظارہ ہوتے ہین کسیکے روئے تابان کا بوسہ لے لینے پر مجبور کر دیتا ہے معشوق کیسا ہی حسین جمیل و شکیل ہو مگر وہ بیساختگی کی حرکتین جو اسکے بھولے پن کا اظہار کرتے ہوتے ہین عاشق کو دام فریب مین لا پھنسا دیتے ہین اور بس موثر ہوتے ہین۔ جب دل پہلو مین طبیعت قابو مین اور معشوق گود مین ہوتا ہے تو بیساختگی ہی وہ چیز ہے جو بار بار بیچین کرتی رہتی ہے۔ دلدار کی صورت زیبا کی زیارت تو قسمت سے نصیب ہوتی ہے مگر سب اثر بہارین کا نظارہ بیساختگی ہی کی بدولت ہوتا ہے بیچین طبیعتین تو جو رویشان ما سیما کو دیکھ کے بیخود ہی ہو جاتے ہین مگر جب کبھی زاہدان خشک یا لنبی داڑھی والے ایسی بلاؤن مین پھنستے ہین تو وہ بیساختگی ہی کا صدقہ ہوتا ہے۔

غرضکہ بیساختگی وہ پھول ہے جسکی خوشبو چمن ہی کر کے چھوڑتی ہے۔ وہ خوشرنگ برگ ہے جسکی خوبصورتیان بیخود ہی کر دیتی ہین۔ وہ درخت ہے جسکا ثمر بغیر متوالا کئے ہوئے رہتا ہی نہین اور وہ چمن ہے جسکی دلفریبیان رندان تہ کار اور زاہدان ریاکار پر برابر موثر ہوتے ہین۔

واہ رے بیساختگی تجھے خدا کی۔ تو قابو مین آنے والی طبیعتون کو بے قابو کر دیتی ہے تو بیچے کھلے دلون کو حسرت نصیب بنا دیتی ہے تو صحیح و سالم دماغون کو خیالات کا مخزن کر دیتی ہے۔ جب سادگی آمیز باتین بھولے پن کے ساتھ کیجاتی ہین۔ جب سر تیز جو جنون کی منہ زوریان و حالتین وہ جنون کو سینہ سی ہٹا دیتے ہین اور کچھ دیکھے بعد اس ادا و بیساختگی ہے وہ بیصبری ظاہر کیا جاتا ہے

جسمیں فرحت بخش جذب کی ہی آمیزش ہوتی ہے اور جب
تڑپا دینے والی بیساختگیں سرزد ہوتی ہیں تو
کچھ دیکھ ہی ڈھے جاتے ہیں جو اُس وقت محو نظارہ ہوتے
ہیں - ہجو لذار میں اگر فراق تڑپاتا رہتا ہے تو وصال
بھی بیساختگی - ہجران نصیب اگر دلی تڑپتا ہو تو ہے
بیٹھے ہیں دل کو سنبھالے ہوئے ہیں تو محو جمال جانانہ
بیساختگی کے اثر سے - مردان عشق پیشہ کو اگر شوخ
چشم حسین اپنے تیر ہائے نظر سے گھائل کرتے ہیں
تو حسین بیساختگی کی ادا سے - غرضکہ بیساختگی وہ لفظ
مقبول ہے جس کی دلچسپیاں بیابان گلوں کے باعث
ہوتے ہیں وہ دلکش سبزہ زار ہے جو ہزاروں ہزاروں
سبزہ اقوں سے دوبالا ہے اور وہ خوش منظر ساغر
ہے جسکا نظارہ کرنیوالا بغیر محو ہوئے رہتا ہی نہیں -

کچھ نہ پوچھو کہ کون ہوں کیا ہوں
بلبل گلشن تمنا ہوں

کیا بتاؤں تمہیں نسب اپنا
اجڑ جانا ذرے لقب اپنا

مُردہ زندہ ہوگیا

مسٹر مولانا مولوی چچا بہادر صاحب کو آپنے سنا ہی
ہوگا وہی مُردہ زندہ ہوگیا یعنی ان لفظوں اب کیا
ہے مزے سے مل دنا نے پھو - غالباً ہمارے
ضعیف ناظرین تو خبر ہذا کے پڑھتے ہی وہ ورد الگ
سود کے مارے اچھل پڑے ہونگے کہ یہی زادہ یہ تو مر
تب ہا ہونگی اب کس بات کا ڈر ہے - ارمان مسٹر چچا
مُردہ زندہ ہوگیا - اگر آپ کو یہ واقعہ سننا منظور ہے
تو شنئے کہ اسکے خاص مقام پہنچنے کہ جہاں کی جوتی
پھر جل جائے - ارے ہمی یہیں سنا دیجئے یا بدولت
کو سخت حیرت ہو سکر کہ کون سا مُردہ زندہ ہوگیا ہے - سنئے

۲۳ جون ۱۹۳۱ء کی صبح کو انجناب زلفو السد فرحت
وحشت مآب بدولت خانہ نہ تھے غریب خانہ سے اچھل
کود کرتے ہوئے سیدھے ناک کی سیدھ پر بے رنگ دھائی
ہو گئے ابھی انجناب جائے مقصود تک نہ پہنچے تھے کہ
کیا دیکھتے ہیں کہ صد ہا آدمی دُم اُٹھائے کان بلند
کئے ہوئے بے تحاشہ دوڑتے ہوئے چلے جا رہے
ہیں - آپ جانتے ہیں کہ انجناب تو ہر وقت ایسے
عجیب غریب حالات کو معلوم کرنے کے لئے ہر
نہار منہ بیکار بے روزگار کی مانند ہر گلی کوچہ میں گشت لگایا
ہی کرتے ہیں اُس وقت جو یہ حیرت انگیز سین ملاحظہ
کیا تو پھر بھلا کیوں چپ خاموش رہتے - اور راہبر
تجسس کے چابک نے شتر بیمار میں فرفری پیدا کر دی -
دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ۲۳ ماہ مذکور کی شب
کو ایک نوجوان شخص کو سانپ نے اتنی بیدردی سے
کچیڑے میں ایسی بیدردی سے کاٹا کہ وہ بیچارہ بالکل
مر ہی گیا ہر چند کوشش کی گئی کہ مرحوم تھوڑا بہت
تو زندہ ہو جائے مگر اس نے ایسی موت ماری کہ
قیامت کو ہی شاید ہی اُٹھے - اور آج ایک فقیر صاحب
نے اس کو قبر میں زندہ کر دیا ہے ہم لوگ اُس کے
دیکھنے کے لئے قبرستان کو جا رہے ہیں - بس
انجناب کو پھر کیا تھا روانہ ہو گئے - قبرستان میں جا کر
دیکھا تو سیکڑوں آدمیوں کا ہجوم ہے اور ایک قبر
پر سفید چادر پڑی ہوئی ہے اور ایک فقیر بیٹھا ہوا
کچھ پڑھ پڑھ کر دم کر رہا ہے فقیر نے قبر پر گیلی چادر ڈال کر کہا
تھا کہ اگر خشک ہو گئی تو میں مجبور ہوں ورنہ اس کو زندہ
کر دوں گا - گرمی کا وقت تھا ذرا سی دیر میں چادر سوکھ
گئی - اور پھر فقیر صاحب منہ چھپا کر ہوئے کہیں کو کھسک گئے -

بلشیمن
بشیر

پہاڑی ریاستیں ہمارے مضمون سے سبق لیں

جبکہ حضرت سے علاوہ انگریز ہندوستان بھر
آئی ہندوستانی یا علموں کو وہ آزادی مگر اسکا
استعمال وابلاغ ریاست کو ہر گز نہیں آتا ہم یہ نہیں
سمجھے کہ آزادی بُری چیز ہے یا انگریزوں نے ایسی
ریاستوں کو آزادی دینے میں غلطی کی بلکہ ہمارا
یہ خیال اور یقین ہے کہ آزادی بہت عمدہ چیز ہے
اور انگریزوں نے آزادی دیکے نہیں نہایت عاقلانہ
عمل کیا ہے اور انصاف روا یسی کو نظر میں رکھا ہم
بہت سی ریاستیں اور بالخصوص پہاڑی ریاستیں
جن میں ہمارا گذر رہا ہے ایسی ہیں کہ جن کی نسبت
آزادی کے مضمون پر لکھنا ہم کو ضروری معلوم ہوتا
ہے - یہ تجربہ میں آیا ہے کہ والئی ریاست کے مرنے
پر حکومت کی باگ بڑے بیٹے کو دیجاتی ہے خواہ چھوٹے
بیٹے لیاقت میں کتنے ہی افضل ہوں یہ وراثت
کا طریقہ ہے اور اگر مصلحت یہی ہے کہ بڑے بیٹے
کو گدی پر بٹھلایا جائے چونکہ عیش اور نعمت میں پرورش
پائی ہے اور خود اختیاری حاصل ہوگئی ہو تو ایسی
حالت میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جوش جوانی نے
راجہ صاحب کو نفسانیت کی طرف راغب کرتی ہے
ایسی حالت میں نئے راجہ صاحب نوعمر عورتوں پر خواہ
کسی معزز شخص کی بہن بیٹی ہو نظر ڈالتے ہیں اور
اسطرح سے ان کی عصمت اور پاکدامنی میں دھبہ لگاتے
ہیں - آج ہم کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایک
پہاڑی ریاست میں بہت کثیر جائداد چھوڑ کر وفات
ہو گیا مگر راجہ صاحب نے اس وجہ کو ایسی اچھی جگہ
صرف کیا کہ قلم کی طاقت سے باہر ہے - مگر ہمارے
ناظرین کو اس خبر کے سننے کا زیادہ شوق ہوگا -

اسلئے ہم بھی اس خبر کو پوشیدہ رکھنا نہین چاہتے ہر دو پہلو راجہ صاحب نے ایک رنڈی کے مکان تعمیر کرنے مین لگا دیا ہے انکے خیالات شائستہ لیسے راجہ ہون۔ ایک ریاست مین ہم نے باچشم خود یہ بھی دیکھا کہ ایک نئے راجہ صاحب ایسے کہ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ایک رنڈی کے عشق مین فریفتہ ہین اور بیچاری رانی کی طرف سے اسقدر بے پروا ہین کہ اُس کا محلات مین گذر بھی نہین یہان تک کہ وہ بیچاری چھپ کے دن اپنا غم غلط کرنے کے لئے ہندوستان مین جگہ جگہ پھرتی رہی۔ ایسی رانی کی حالت پر ہم کو افسوس آتا ہے اور راجہ صاحب کی حالت کو دیکھ کر اُس سے زیادہ افسوس ہے مگر سب سے زیادہ افسوس رعایا کی حالت پر ہے کہ جہان کا فرمان روا ایسا رہا ہو۔ قلم کی طاقت سے باہر ہے کہ رعایا کی حالت بیان کرے ایسی جگہ راجہ کو راجہ کہنا فضول ہے کیونکہ سلطنت کا اختیار اُس رنڈی کے ہاتھ مین ہے کہ جسپر وہ شیفتہ ہین یہ بھی خود ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ اُس رنڈی کے اشارہ سے راجہ صاحب نے پولیس کو حکم دیا کہ ایک بیگناہ شخص کو گرفتار کر لیا جائے جبکہ افسر پولیس سے یہ دریافت کیا گیا کہ تم کس جرم مین گرفتار کرتے ہو تو جواب ملا کہ راجہ صاحب کا حکم ہے جرم کیسا۔ یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ زیادتی جو رنڈی کے کہنے سے ہوتی ہین وہ بیان سے باہر ہے ہم اس مضمون کو طوالت دینا مناسب نہین سمجھتے شاید زیادہ تشریح خلاف تہذیب ہو۔ ہم ریاست کا نام بھی ظاہر کر دیتے مگر مصلحت نہین سمجھتے شاید راجہ صاحب اس اشارے سے سبق لین ورنہ ہم کو خوف ہے کہ کہین گورنمنٹ نہ کوئی کارروائی شروع کرے اور ریاست کو اُس آزادی سے محروم کر دے کہ جو اب تک اُنکو ملی ہوئی ہے۔

ایسی ریاستون کے لئے گورنمنٹ اگر ایک ریذیڈنٹ ریاست کے محدود کے اندر ریاست کے خرچ پر مقرر کر دے تو بجا ہے بلکہ عین انصاف ہو۔

۱۷ ف

ایک خیرخواہ ریاست

نیو آلفریڈ وارد حیدرآباد کی تعریف

اس آلفریڈ کا کچھ عجب زور شور ہے۔ ہر ایک اس کے شوق دید مین زندہ درگور ہے۔ کیا ادنی کیا اعلی پروانہ وار نثار ہوتے ہین جان و دل سے خریدار ہوتے ہین۔ چندرآولی۔ بہول بہلیان دلفروش وغیرہ وغیرہ تماشا ہوتے ہین۔ ہر ایک بادہ شوقیت مین ہمہ تن دید سے مدہوش ہوتا ہے اس مین شک نہین۔ محبت بڑی بلا ہے اسپر کا آنا مشتاقون کو پیام قضا ہے۔ خدا جلد یہان سے نکالے اس بلائے بے درمان کو غریبون کے سر سے ٹالے۔ ورنہ نکل جاینگے بڑے بڑے ساہون کے دوالے۔ پھر تو ہمی ہر شے سے مارا مارا جاتا ہوگا۔ کئے پچھتانا غم کہانا رہ جائیگا خیر وہ تو وہ مفلس کی اور بھی مٹی خراب ہے بڑا عذاب ہے۔ روزانہ کی دن بھر مزدوری کرینگے پر ناٹک کو ضرور جاینگے۔ چاہے چور و کوئی بھگا کر جائے۔ یہ میان جی سے کچھ کہا نہ جائے۔ بلکہ کہینگے کہ جا ٹلی سو پیسے مین دمڑی تو بچی۔ کیا کہون دنیا کے نرالے رنگ ڈہنگ ہین پڑ اردون اس کے چکر مین شکر کہاں کے صفرہ سے ونگ ہین پر جو اپنی گانٹھ کے مضبوط ہین وہی اچھے ہین۔ باقی سب...... (جو تم سمجھو ہین دکیون پھر کہا نا)

۱۹ ف

خیرخواہ ملک

از ورنگل گرہ ۔۔۔

محبت کیا چیز ہی

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئے
کسطرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہئے

ڈیر پنچ ! ! ارجون کے اخبار مین اس عنوان سے کہ محبت کیا چیز ہے ؟ ! ! ایک مضمون شائع ہوا ہے جسپر ضرورت ہے کہ نہایت مشرح و بسیط کیسا تہ خامہ فرسائی کیجائے۔ نامہ نگاران تجربہ کار اور کار سیاہ دشتان دل افگار جن کے پہلو مین دل دل مین درد اور درد مین مزا ہو جن کے سر پہ سودا ہو جن کی طبیعت منچلی ہو اور جو حسرتون کی چاشنی سے واقف ہون عشق و محبت کیطرف توجہ کرین اور اپنی اپنی تحریرون سے پبلک کو اطلاع دین۔ مزید صراحت کے لئے چند سوال درج کئے جاتے ہین۔ اور تمام لائق نامہ نگاران اخبار سے درخواست کی جاتی ہے کہ ہمارے سوالون کو غور سے دیکھین اور اور کسی ایک یا ایک سے زیادہ یا کل سوالون کا جواب لکھین۔ جوابات عقلی دلائل پر زیادہ تر مبنی ہون اور نقل کی صحت کی ذمہ واری صاحب مضمون پر ہوگی اشعار مضمون کے شان بڑہا سکینگے لکھے جا سکتے ہین مگر اون سے استدلال نہو سکیگا۔ سوالات یہ ہین عشق کیا چیز ہے ؟ کیون ہوتا ہے ؟ عشق مجازی حقیقی کسطرح ہو جاتا ہے ؟ عشق مجازی ممدوح ہے یا مذموم ؟ جذب کی نسبت کیسے کہتے ہین اور معشوق پر عاشق کی محبت کا اثر ہوتا ہے یا نہین اگر ہوتا ہے تو کیونکر ؟ ہجر کی کلفتین زیادہ ہین یا وصال کی خوشیان کیا وصال کے بعد محبت مین کچھ کمی ہو جاتی ہے ؟

بادی النظر مین یہ سوالات بظاہر آسان ہون لیکن ہمارے نزدیک نہ مشکل ہین۔ اسی لئے ہم نے عام طور پر جوابات کی درخواست کی ہے ہم یہ بھی اطلاع دیئے دیتے ہین کہ ہر قسم عالم کے کسی پرچہ مین عشق

کے عنوان سے ایک مضمون شایع ہو چکا ہے گو وہ ناتمام ہے مگر ان سوالات میں سے بعض امور پر اوسمین بحث کی گئی ہے لہذا کوئی صاحب براہ مہربانی اوس مضمون سے اخذ خیالات نکرین کیونکہ وہ اپنے رنگ کا علیحدہ مضمون ہے جس کو صاحب مضمون کسیوقت مین تمام کر دیگا۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد سے دو مہینہ تک جواب کا انتظار رہیگا جب تک موسم برشکال بھی آجائیگا دل مین لوے ولولون مین امنگین اور امنگون مین جوش پیدا ہونے لگیگا۔ طاوس جنگلون مین چکور پہاڑون مین آہوان صحرائی سبزہ زارون مین پپیہے باغون مین بلبلان شیدا گلشنون مین موسم کی بہار کے مزے لوٹ رہے ہون گے۔ اور ہم اپنی اوسے دوچار ہے ہین جس کو غریب کا جھوپڑا بھی کہہ سکتے ہین اپنے بیچین دل کو سنبھالے ہوئے کہہ رہے ہون گے۔

بہار اور گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
برستا مینہ نہین ہی بار خاک اوڑتی ہے ساون مین
ہمارے پہلو مین کمبخت دل بیقرار ہوگا دل مین وہ
درد اوٹھتا ہوگا اور درد کا مزا معلوم ہونے
پر ہم بے اختیار لانے لگین گی کہ۔
وہ کری رجوع طبیب سے جسے سمجھو غرض کچھ
کبھی بھول کر نہ دوا کرو مجھے درد ہی وہ مزا دیا

اوسوقت ہم بھی اپنے بیچین خیالات مزیدار تجربے عجیب دلچسپ اور حیرت انگیز تحقیقات کو ظاہر کرین گے۔ ابھی تو پنچ بہادر مین نامہ نگارون کے جوابون کا اوسی طرح انتظار ہے جس طرح بلبل کو بہار کا انتظار ہوتا ہے چکور شب ماہ کی منتظر رہتی ہے اور بہار کی آنکھین کسی پری رخسار کے زیارت جمال بیمثال کی انتظار کرتی ہین۔

دکہاؤنگا تماشا دی اگر فرصت زمانے
مرا ہر داغ دل اک تخم ہے سرو چراغان کا

ناشاد

پیاری باتین

ایک عاشق مزاج کسی جوان لیڈی سے یون گویا ہوئے کہ۔ کیون جی نوروز کی تقریب مین آپ کو کون سی چیزین پسند ہین۔ وہ شوخ ہنسکر اس طرح گہربار ہوئی۔

برات مین .... نوشہ
آدمیون مین .... نوکر
برتاؤ مین .... نوازش
میلون مین .... نوچندی
خوبرویون مین .... نوک جھوک
باجون مین .... نوبت
طفلون مین .... نوخیز

رخ ورائے پور

دلہن کی رخصت

اللہ اللہ یہ بھی کتنا یاس و حسرت کا وقت ہے۔ بارات رخصت ہوا چاہتی ہے۔ تمام لوگ خوشی خوشی چلنے کی تیاریان کر رہے ہین جس کا بہت کچھ بناؤ سنگار ہوا ہے۔ جو نو عروس بنائی گئی ہے جس کا شب کو عقد ہو چکا ہے۔ وہ آج اپنے گہر سے علیحدہ ہوتی ہے۔ کرچ کے باجے بجتے ہین۔ آج تمام عزیز لوگ اس سے چہوٹے جاتے ہین۔ اور اوس ایک شخص کے سہارے پہروسے پر جاتی ہے جس سے کبھی کی کچھ جان پہچان نہین اب عمر بہر اوس کے ساتھ نباہ کرنا ہوگا مگر خدا جانے وہ کس طرح پیش آئے کیسا برتاؤ رکھے۔ معلوم نہین بد مزاج ہے یا نیک مزاج سخت دل ہے یا نرم دل۔ اب اس بیکس اور بے بس کا اللہ والی ہے۔ ہائے جس کو جیتا جاگتا رکھتے مین وہ بھی ہے۔ آج ماں باپ بھی اپنے اس پالے ہوئے لخت جگر سے ہاتھ دہوئے بیٹھے ہو گئے۔ اب اس نئی دلہن کا ایک غیر شخص مالک مختار ہے جہان چاہے لیجائے کسیکا کچھ زور نہین۔ غم جدائی سے ہمجولیون کے ہوے اور پیارے مکھڑے سست ہو گئے پھول سے رخسار پر ہوائیان چھوٹنے لگین اپنے ساتھ کی کھیلنے والی دلہن سے کچھ کہا چاہتی ہین مگر منہ سے آواز نہین نکلتی دل بھرا آتا ہے۔ آنسو بے اختیار نکلے پڑتے ہین۔ وہ سب اوس تھوڑی دیر کے مہمان کو چارون طرف سے گہیرے بیٹھی ہین کوئی بھر کے دیکھ لین۔ پہر کہان اور ہم کہان آنکھین ڈہونڈہین گی اور رہجائینگی۔ صاحب اوس نوعروس کے رخصت کا وقت قریب ہے۔ اوس کے ماہ وش پر ایک بیخودی اور افسردگی کی حالت طاری ہے۔ سرمہ بہری آنکھین ناز سے جھکالی گئی ہین اودے دوپٹے کا آنچل پر نور چہرہ کی طرف بڑہا لیا گیا ہے گلابی گالون کی رنگت مدہم پڑ گئی ہے۔ اوداس اداس صورت دیکھ کر عزیزون کا کلیجہ بیٹھا جاتا ہے اور بے اختیار جی چاہتا ہے کہ دوڑ کر گلے سے لگا لیجئے اوس کی گہبرائی ہوئی ہمائی لگا ہین سب عزیزون کے دلپر اثر ڈال رہی ہین۔ لب جان بخش سکوت کی انتہائی حد دکہا رہے ہین اور خموشی پیاری پیاری صورت کی بلائین لے رہی ہے۔ اب دروازہ پر بابل کا گایا جانا اور اندر کسیکا ہر ایک سے گلے مل کر رونا اور رخصت ہونا دشمنون کو بھی رلا رہا ہے ہائے کیا نازک وقت ہے۔

راقم عاشق لکھنوی۔

برسات

گہٹا پہر جہومتی متوالی سوئے سبزہ زار آئی
اٹہو مستو چلو بیٹہے اوٹہاؤ اب بہار آئی

ای رات بہر کے کراہنے والو۔ اور اسے اندہیری رات میں کسی مشکی زلفوں والے کا خیال کرکے آٹہ آٹہ آنسو رونیوالو۔ دیکہو آسمان پر چرخ نے کیسی گلکاری کردی ہے۔ اودی گہٹا اوٹہی ہے ابر کی سیاہ چادر نے نیلگون آسمان کے آفتاب کو چہپا کر گلگلان ناز کو دہوکا دیا ہے کہ کسی حسین نے اپنے پیارے چہرہ پر سیاہ زلفین بکہیر لی ہیں یونتو ہر موسم کچہہ نہ کچہہ بہار دکہلا ہی جاتا ہے مگر جو لطف برسات میں آتا ہے کسی زمانہ میں نہیں ملتا ہے۔ دیکہو باغ نکہر اٹہا ہے۔ سبزہ کی کہین شباب کے جوش کی طرح اوبہر آئی ہیں۔ اودی سوسن پر بلا کا جوبن ہے۔ سنبل کے بال بکہرے ہیں۔ سرو کسی کی تعظیم میں کہڑا ہے اور قمریاں نغمہ سرائی کر رہی ہیں برسات ہو اور سبزہ زار ہو پانی برس کر نکل گیا ہو اور قوس اور قزح آسمان پر نکلی ہو۔ پہولوں کی خوشبو سے جنگل مہک رہا ہو۔ پاس ہی ایک چشمہ ہو جو ابر کی فیاضیوں سے موجین لیکر لہراتا ہو۔ کنارہ پر یاران پاکباز کا جمگہٹا ہو وہاں ڈوپٹہ کے آنچل ہوا میں اوڑ رہے ہوں اور کوئی ظالم ناخدا ترس اوسوں کی طرف پیار کی نظر سے اور مہین ہونٹوں سے بہی ندیکہے یا کوئی گوری گردن میں بانہیں ڈالے بوسے لے رہا ہو وہ اس سے سرگوشیاں کرے اور ہم اپنی بیکسی پر روئیں۔ دعائیں دے دے کر اور یہ کہہ کر اپنی طرف متوجہ کریں کہ

بہلا جو پیر مغان کا او ہر نگاہ سے ملے
فقیر ہیں کوئی چلو خدا کی راہ سے ملے

مگر مجبوری

شاعروں کو مشاعرہ میں داد نہ ملنا سخت ناگوار ہے مگر مجبوری۔

عشاق کو ہجر یار سخت ناگوار ہے۔ مگر مجبوری۔

تماش بینوں کو مفلسی سخت ناگوار ہے مگر مجبوری۔

طوائفوں کو بڑہاپا سخت ناگوار ہے۔ مگر مجبوری۔

کبوتربازوں کو پسند اخال جانا سخت ناگوار ہے مگر مجبوری۔

قماربازوں کو اپنا داؤ نہ آنا سخت ناگوار ہے مگر مجبوری۔

نادہندوں کو قرض نہ ملنا سخت ناگوار ہے مگر مجبوری۔

شریفوں کو دوت میں ٹہنا سخت ناگوار ہے مگر مجبوری۔

کمینوں کو مرتبہ نہ ملنا سخت ناگوار ہے مگر مجبوری۔

مسلموں کو جہوراتی نہ ملنا سخت ناگوار ہے مگر مجبوری۔

ملازمان شفاخانہ و ڈاکخانہ کو تعطیل نہ ہونا سخت ناگوار ہے۔ مگر مجبوری۔

اڈیٹروں کو نادہندوں کی خریداری سخت ناگوار ہے۔ مگر مجبوری۔

رنگین مزاجوں کو محرمیوں کی صحبت سخت ناگوار ہے۔ مگر مجبوری۔

احقر۔ رنگین فرخ آبادی

لطیفہ

ایک فارسی پڑہے ہوئے لڑکے سے کسی نے پوچہا کہ تم روٹی کس چیز سے کہاتے ہو۔ لڑکا بولا دستوں سے۔

اسلامی دنیا

اسلامبول کی عدالت اپیل نے ان تین شخصوں کے لئے وارنٹ گرفتاری جاری کیا ہے۔ مسمی ذری عثمانی قونصل جنرل متعینہ روٹنڈرم۔ ایک البانی مسمی فائق۔ اور ایک اور شخص مسمی مراد۔ یہ تینوں آجکل مغربی یورپ میں ہیں۔ اور ان پر جرم یہ قائم ہوا ہے کہ اونہوں نے سلطنت عثمانیہ کے خلاف مضامین تحریریں شائع کی ہیں۔

عدالت اپیل کے پراکرٹر جنرل نے مراد بے کے نام کا وارنٹ گرفتاری منسوخ کردیا ہے۔ یہ شخص طرابلس (افریقہ) میں جلاوطن کیا گیا تہا۔ اور وہاں سے مغربی یورپ کو فرار ہوگیا تہا۔ پچہلے دنوں قسطنطنیہ واپس آکر حضرت خلافت پناہی سے خواستگار معافی ہوا۔ چنانچہ اعلیحضرت نے ازراہ ترحم خسروانہ اوسکو معاف فرمایا۔ اب اون کا وزارت معاملات خارجیہ میں اتاچی کی اسامی پر تقرر ہوا ہے۔ ان کے خلاف تمام قانونی کارروائیاں جو عمل میں آئی جاتی تہیں موقوف رہیں۔

صنعا کی خبروں سے جو ترکی اخبارات نے شائع کی ہیں معلوم ہوا کہ قبائل حراز اور کوکبان کے درمیان جو تنازعہ ایک عرصہ سے چلا آتا تہا اور جس میں طرفین کی بہت سی جانیں ضائع ہوئیں اور بہت سا مال اسباب بہی برباد ہوچکا تہا۔ اسکا ترکی حکام نے بیچ بچاؤ کر کے قبائل کی عادات اور رسم و رواج کے مطابق فیصلہ کردیا ہے۔

قونیہ میں ترکی مصنوعات کی نمائش کہولی جائیگی جس میں صرف دیسی ساخت کی ہی اشیاء رکہی جائینگی۔ دور و نزدیک سے چیزیں ابہی سے آنی شروع ہوگئی ہیں۔ ہفتہ میں ہر دو شنبہ کا دن عورتوں کی سیر کیلئے مخصوص ہوگا۔

جاسوسوں کی رپورٹیں

سلطنت متحدہ کی سٹیل ٹرسٹ کے ملازمین نے ہڑتال مچائی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسمیں دو لاکھ مزدور شامل ہیں۔

کوریانے دفعۃً یہ درخواست کی کہ جاپانی پوسٹ آفسیں اور سرکاری محکمے کوریا کو واپس دلائے جائیں۔

مقام شینیانگ (منچوریا) پر مسلمانوں اور چینیوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔

رپورٹ کیا جاتا ہے کہ ژنگفو سیانگ شانسی کے زعیمان پر حملہ کر رہا ہے۔

فرانسیسی کے ڈچ حملہ آوروں نے میک پر حملہ کیا مگر اوسمیں اونہیں ناکامی ہوئی۔ صرف ۲۰ جوان گیرژن نے اونہیں آگے نہ بڑھنے دیا۔ کرنل ڈی الگیٹی میکیری کی امداد کو پہنچگئے اور ڈچ حملہ آور دشوار گذار راستوں سے لوٹ رہے ہیں۔

اخبار ڈیلی ہیرالڈ لیبر کے ایک تار سے مظہر ہے کہ روسی گورنمنٹ نے تبت کے مشن کی بہت بڑی آؤ بھگت کی۔

لارڈ کچنر کا ایک رپورٹ مظہر ہے کہ ۴ ۳ر جون سے ابتک ۴۰ ڈچ مقتول، ۹ مجروح اور ۹۰ ۴ مقید و مطیع ہوئے۔ مئی میں ڈچ مقتولین مجروحین و مقیدین کی تعداد ۴۰ ۴ ۲ ہوئی۔ یکم جون سے ۹ر جون تک ۲۰ ڈچ مقتول ۴ مجروح ۹۰ ۴ قید اور ۲ ۳ مطیع ہوئے۔ اون کی ۱۵۹ رائفلیں ایک لاکھ ۱۵ ہزار ۵۰۰ بارودی گولے ۴۰ گاڑیاں اور ۴ ہزار گھوڑے ہمارے ہاتھ لگے۔

لندن جا نمبر لکھتا ہے کہ امیر البحر لارڈ چارلس برسفورڈ چاہتے ہیں کہ ہوم فلیٹ ہینڈ جرنین کی کمانڈ سے مستعفی ہوں تاکہ گورنمنٹ کی بحری دجبری پالیسی پر

نکتہ چینی کریں۔

ڈیوک وڈچز آف کارنوال کو نیوزیلینڈ سے ہوبرٹ جاتے وقت راستہ میں سخت طوفان کا سامنا کرنا پڑا۔

مسٹر کلاڈ میکڈونلڈ فار ایسٹ سے لنڈن پہنچے۔

کمانڈنٹ فوجی کو حملہ جزائسکی میں کامیابی نہیں ہوئی اسلئے اب وہ ڈریکفبرگ کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ غالباً برٹش فوج انہیں راستہ میں روک سکیگی۔

امریکا میں گرمی بڑے زور وشور پر ہے۔ پرسوں نیویارک میں ۲۵۰ موتیں اس سے ہوئیں۔

مقام کڈیز پر ایک نار ہینڈ میں معائنہ کے وقت بارود بھڑک اوٹھی۔ ایک افسر اور دو سپاہی ہلاک اور ۱۷ مجروح ہوئے۔

بھوپال کی آیندہ تخت نشینی کے سوال کو دربار بھوپال بہت جلد گورنمنٹ ہند کے پیش کرنیوالا ہے۔ اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اب اس تخت پر صنف اناث کے بدلے صنف ذکور سے کوئی شخص ہوگا۔

مسٹر مائیکل ہکس بیچ نے ہوس آف کامنز میں اختتام جنگ ٹرانسوال کے متعلق مختلف سوالوں کے جواب میں بیان کیا کہ لارڈ کچنر نے تار دیا ہے کہ ڈچ سرداروں نے اعلان شایع کیا ہے کہ ہم آزادی حاصل کرنے کیلئے لڑ رہے ہیں اور جب یہ بات حاصل نہ ہوگی ہم جنگ سے باز نہ آئینگے اور اپنی آزادی ہرگز کسیکے اختیار میں نہ دینگے۔

سپریم کونسل وضع قوانین کا جلسہ بجائے اس مہینے کے اختتام پر ہوگا۔ غالباً ۲۴ ماہ حال کی تاریخ مقرر ہوگی۔

فرنچ سینیٹ نے پانان ریلوے کی تجویز کو

شملہ میں نمائش تصاویر کا سالانہ جلسہ اکتوبر میں نہیں بلکہ ۱۹ر اگست کو افتتاح ہونا قرار پایا ہے۔

کوئٹہ سے نوشکی تک ریلوے قایم کرنیکی تجویز گرم ہے۔ فاصلہ ۹۰ میل۔ راستہ صاف ہے۔

بنگلور میں ۱۷ ویں پلٹن مدراس کی سوپلس سپاہیوں اور مسلمان دکانداروں میں ۴ر کو سخت ہنگامہ ہوا۔ ۲۰۰ سپاہی اور قریباً ۱۰۰ بازاری تھے۔ ایک سپاہی مرگیا۔ وجہ فساد یہ تھی کہ ایک آدمی کا میوہ خریدا اور دام نہ دئیے۔

مہاراجہ کوچ بہار فوجی تربیت کیلئے دہلی کی اور گنگر فورس کے ہمراہ مشق کرنیکو تشریف لانیوالے ہیں۔

ہند میں خیرات کا موثر قحط زدوں کی تعداد پانچ لاکھ ۴۳ ہزار تک پہونچی۔ ۲۴ ہزار ۵ قحط زدہ بڑھ گئی ہیں۔

ممالک شمال مغرب کے ساتھ کلکتہ کا براہ راست سلسلۂ ریلوے قایم کرنیکی ضروری تجویز زیر غور ہے۔

سیرامپور کے مقدمہ بلوہ کا کشتی میں تمام ہندو مسلمان ملزموں کو ۲۳۰۰ روپیہ جرمانہ ہوا۔ کل ۱۴۰ روپیہ وصول ہوا۔

ایسٹ انڈین ریلوے کی کمپنی بنگال ریلوے کو خریدنے کا انتظام کر رہی ہے کہ طے ہو جائے۔

آگرہ میں ڈکیتی کا زور عود کر آیا۔ ڈاکہ زنی و آتشزدگی کی کئی وارداتیں ہوئیں۔ رعایا میں گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہے۔

مسٹر رام بابو اصلاحی پولیس امرتسر میں گرفتار ہو کر دو سال قید ۱۰۰ روپیہ جرمانہ کا سزایاب ہوا۔

حضور نظام نے اپنی قلمرو کے لئے جدید سکہ قرار دیا ہے جو برٹش روپیہ کے برابر ہوگا ماہ اکتوبر سے جاری ہوگا۔

پونا میں ۱۷ ویں پلٹن کے سپاہی داجی وسیا جی کو جرم جعل ۲ سال قید ہوئی۔ ... ماہ مہرود (ہزارہ) کے موضع لغد میں آتشزدگی سے ۱۰۰ گھر دکانیں جل گئیں۔ جانیں بچ گئیں۔

مردان سے دولت در ما کا رستم بازار تمام و کمال جلکر راکھ ہوگیا - تحقیقات ہو رہی ہے -

ہندی ریلوے پر گارڈیون کی قلت محسوس ہوتی ہے تجارت مین بڑا ہرج ہوتا ہے ولایت سے

کلکتہ سے محلہ کینگ مین ایک متمول ہندو کے یہان ۳۰ مسلح ڈاکو گھس آئے - مال اور زیورات لوٹ لیگئے پولیس تحقیقات مین مصروف ہے -

ڈیرہ غازیخان کا بچاؤ مشکل ہے - دریا نے شہر کی جانب ۵۰۰ فٹ فاصلہ بہا دیا - جدید بند بھی ٹوٹنے لگا -

شملہ کا لکا ریلوے ۲ فٹ فراخ ہوگی - آخری فیصلہ ہوگیا - قطعی منظوری ہوچکی - کوئی کسر نہ رہی

پٹیالہ مین سردار شمشیر سنگھ سابق پرائیوٹ سکرٹری مہاراجہ متوفی گذشتہ منگل کو فوت ہوگئے

سرحدی قوم بھٹانی نے چوکی پیرو پر حملہ کیا تہا اسلئے ۱۰۰۰ روپیہ جرمانہ ہوا - وہ داخل کردیا گیا ہے -

ہند مین قحط زدگی کا سو ہیرہ لاکھ ۲ سو ہزار مین مفت خوراک پاتیو اسے ۰۰ ۴ ۴ ۱۲ - اور صرف بمبئی مین ۰۰۰ ۷۷ ۱ ہین -

بہت سے بہی بہاری ٹڈی دل نمودار ہونیکی خبرین آئین - جابجا ان کی وجہ سے تشویش ہے کہ قحط نہ پڑے -

سرحد ملاکنڈ کی خبر ہے کہ ۱۰ جون کو کہار کے پہا مین ایک سکھ سپاہی نے جو پہرہ پر تہا خودکشی کی -

مصری گورنمنٹ کی ضروریات کے واسطے ایک بہت مال خیمہ جات کی گورنمنٹ ہند نے بذریعہ جہاز روانہ کی ہے -

ہانگ کانگ مین ایک دہرمسالہ بنانے کو وہان کے سکھون اور ہندوؤن نے ۸ ہزار ڈالر جمع کیا - کل ۹۵۰۰ درکار ہے -

بنگلور بازار مین موپلا سپاہیون کے ہنگامہ کے متعلق پولیس نے دو مسلمان بازاری ماخوذ کئے تحقیقات جاری ہے -

بارا سٹ کے پولیس انسپکٹر بابو موہن کرشن متر کے گہر پر چور پڑے - عظیم مقدار نقدی و زیورات کی چرا کر لیگئے ہین -

کلکتہ مین ذخیرہ پولیس کے ایک کنسٹبل کو کرایہ گاڑی والے سے چند پیسے رشوت لینے کے لئے ۵۰ روپیہ جرمانہ اور دس روز قید سخت کی سزا ملی -

میر اپیور مین سورال سنگھ کنسٹبل کی تحویل سے قیدی فرار ہوا لہذا اوس کو ایک سال قید سخت ہوئی اپیل مین چہوٹ گیا -

پونا چہاؤنی مین گورہ فوج مین ایک خون ہوگیا - نمبر اسٹ رجمنٹ کا کارپرل سمی پرہارٹ وارڈ اپنے بستری پر سوتا تہا کہ اوسی پلٹن کے گورہ سپاہی ہاورڈ نے خنجر چہونکدیا - وارڈ نے اٹہکر مقابلہ کیا ۱۳ زخم کہائے اوسکا بچنا محال تہا - مجسٹریٹ جہانسی نے اوسکا اظہار قلمبند کیا - وارڈ نے وجہ دشمنی ظاہر کی کہ ہاورڈ کو بدمستی کے لئے سزا دلوائی تہی اور تب ہاورڈ نے کہا تہا کہ زندہ نہ چہوڑونگا -

گورنمنٹ آف انڈیا نے پنجاب گورنمنٹ کو مطلع کردیا ہے کہ شملہ چہوڑنا ہوگا - کوہ مری یا ڈلہوزی پسند کرین - جدید صوبہ کے باعث پنجاب گورنمنٹ کا شملہ مین رہنا ضروری نہ رہا - اسکے دفاتر انڈیا کے کام آئینگے

ولایت مین شاہ ایڈورڈ ہفتم کی جشن مسند نشینی پر ہندوستانی فوجون کا ایک چیدہ دستہ بہی ضرور بہیجا جائیگا -

سرحد کی خبر ہے کہ علاقہ تیراہ مین اناج بہت کم ہوا - تاجر لوگ عظیم مقدار مین پشاور سے اناج خرید کر لیجا رہے ہین -

آسام کمپنی کے مسٹر الف پیج جو سے ڈیلی اخبار بنگالی کلکتہ پر ۲ ہزار کی نالش کررکہی ہے - تین ہفتہ تک اظہار مستغیث ہوگا -

کلکتہ مین سردار سنگھ نے جعلی نام بتلا کر غیر کا منی آرڈر حاصل کیا جسکی مالیت ۲۰ روپیہ تہی مجرم ایک سال قید اور ۱۰۰ روپیہ جرمانہ کا سزایاب ہوا

کلکتہ مین مسٹر جونس نے مسٹر پیری سے اوڈر ڈرنا بالجبر لیا - دو ماہ قید محض پائی ہے -

آلہ آباد کی لوکل گورنمنٹ نے حکم دیا جیلخانون کے کارخانون سے مقامی تجارت کا مقابلہ ہرگز نہو کرنا چاہیئے -

ایشاپور مین چہوٹے اسلحہ کا جدید کارخانہ بن رہا ہے - یہان ہرسال ۳۵ ہزار رائفلین تیار ہوا کرینگی - اس کارخانہ کی لوہی فولاد کاسی پور مین تیار کیجائیگی - جبلپور مین توپ گاریون کا کارخانہ بہی جدید

کوک شاستر

مسمّی بہ

مراۃ العیش

یہ ایک طب کی کتاب ہے جو ہزارون مین انتخاب ہے اور بالخصوص نوجوانان بوالہوس العیش کی دستگیر و قیام تندرستی کیواسطے مجرب نسخہ کوشش بلیغ سے جمع کئے ہین جن کی عوض مین یہ نیا مال کیا جان بہی قربان کرنے کو دریغ نہ کرین گی چار باب مردون اور دو باب عورتون سے متعلق ہین معہ ۲ تصاویر - قیمت فی جلد ۳ راقم - بابو رام محلہ قانون گویان (مراد آباد)

مطبع حمیدی واقع بمبئی بہنڈی بازار مین حکیم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چہپ کر شائع ہوا -